اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین ....

سقوطِ بغداد .... اک درسِ عبرت

عراق پر امریکی قبضہ نے مسلم قوم کو ایک درسِ عبرت دیا ہے شاید وہ اس سے کچھ سیکھ سکے، ہمارے خیال میں عراق میں ہزاروں مسلمانوں کا لقمہ اجل بن جانا، لاکھوں بچوں اور جوانوں کا اپاہج ہو جانا اور بچے کچھے مسلمانوں کا یہودیوں کا غلام بن جانا ایک بہت بڑا درس ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو یہ ہے کہ انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین. (تمہی سربلند ہو گے اگر تم مومن ہو) اور یہ کہ ان الدین عند الله الاسلام (اللہ کے نزدیک دین اگر کوئی سچا ہے تو وہ اسلام ہی ہے) پھر آخر عراق میں اس نے مسلمانوں کو غیر مسلم امریکیوں اور ان کے اتحادیوں سے کیوں مروایا؟ اور اس نے وہاں مسلمانوں کی بجائے غلبہ کافروں غیر مسلموں اور بقول خود اسکے اپنے دشمنوں، کو کیوں دیا ؟ ہمارے خیال میں یہ مسئلہ سمجھنے کے لئے سورۃ الفیل کا از سرِ نو مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سورۃ مبارکہ میں اسی سے مماثل ایک درسِ عبرت موجود ہے۔

سورۃ الفیل کا لبِ لباب یہ ہے کہ یمن کے عیسائی بادشاہ کے ہاتھیوں پر مشتمل عیسائی لشکر کو مکہ مکرمہ میں شکستِ فاش ہوئی حالانکہ وہ اللہ اور اس کے نبی حضرت عیسی علیہ السلام کے ماننے والے اور آسمانی کتاب انجیل پر ایمان رکھنے والے لوگ تھے۔ ان کے مقابل دوسری طرف مشرکین مکہ تھے، جو بت پرست اور دشمنانِ خدا تھے۔ عقلی طور پر حالات کا تقاضا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بت پرست دشمنوں کے مقابلے میں اپنے نبی اور اپنی کتاب انجیل کے ماننے والوں کا ساتھ دیتا اور بت پرستی کا خاتمہ ان کے ہاتھوں سے کرواتا اور بیت اللہ پر سے بت پرستوں کے تسلط کو ختم کر کے ان مومنین کو غلبہ عطا کرتا مگر اسکے برعکس اس نے اپنے ماننے والوں اور اپنے نبی عیسی علیہ السلام کے ماننے والوں اور اپنی کتاب انجیل کے ماننے والوں کا تو بھس بھر دیا فجعلهم كعصف مأكول ، اور بت پرست مشرکین مکہ کو ان کی دست برد سے محفوظ رکھا۔

مقامِ غور و عبرت ہے ؟ کہ خدا اپنے ماننے والوں سے کبھی ایسا بھی کیا کرتا ہے ؟ لیکن اگر ذرا تامل سے کام لیا جائے اور اس وقت کے حالات کا کامل طور پر تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت جو

اس کے ماننے والے تھے ان کے ماننے کے انداز و اطوار وہ نہیں تھے جو خدا کو مطلوب ہیں، عیسائی اسے مانتے تو تھے مگر کیا؟ تین خداؤں میں سے ایک خدا۔ وہ تثلیث کے قائل تھے اور نبی کے بارے ان کا ایمان یہ تھا کہ وہ اسے خدا ہی کا بیٹا کہنے لگے تھے۔ کتاب پر ان کے ایمان کا عالم یہ تھا کہ وہ اس پر عمل اپنے لئے ترقی کی راہ میں رکاوٹ خیال کرتے تھے۔ چنانچہ اخلاقی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہو چکی تھی۔

اب اس طرح کے ماننے والوں کے بارے میں گویا یہ فیصلہ ہوا کہ انہیں صفحہ ہستی سے مٹا کر ان کی جگہ ایسے ماننے والے پیدا کئے جائیں جو واقعتاً اسکے ماننے والے ہوں اور جو اس کی عبادت میں شب و روز مشغول رہتے ہوئے بھی یہ کہتے ہوں سبحانک ما عبدناك حق عبادتک یا الله............

جنہیں لیغفرلک الله ماتقدم من ذنبک وما تاخر کا مژدہ سنایا جائے تو کثرتِ عبادت پر ان کی نیازمندی کا انداز یہ ہو کہ افلا اکون عبدا شکورا............

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ اس واقعہ کے ٹھیک پچپن روز بعد ایسے ہی بندوں کے امام ﷺ کی ولادت ہوئی۔ اور کچھ ہی عرصہ میں وادیٔ بطحا اور مکہ کے بت خانے صدائے لاالہ الا اللہ سے گونج اٹھے۔ اور چند ہی برسوں میں پرچمِ توحید چہار دانگ عالم میں لہرا گیا۔

مسلم قوم کی اخلاقی ابتری اور اعتقادی کیفیت آج ابرہہ کے دور کے عیسائیوں سے کیا ہی کم ہوگی؟

کیا ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم صحیح العقیدہ و خالص العمل موحد ہیں؟

کیا ہم اپنے نبی کی اتباع خدا کے بتائے ہوئے طریقہ پر کر رہے ہیں؟

کیا ہمارا عمل ہماری کتاب، قرآنِ مبین کے احکامات کے مطابق ہے؟

اگر نہیں تو پھر انتم الاعلون کا وعدہ کیونکر پورا ہو سکتا ہے کہ یہ وعدہ تو مشروط ہے ان کنتم مومنین کے ساتھ اور ایمان ہمارے کی جو کیفیت ہے وہ ہم سب کو معلوم؟ پس ایسے میں ایک عراق کیا ساری دنیا کے مسلمانوں پر خاکم بدہن وہ بیت جائے جو عراق پر بیتی تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے اور تاسف کی کیا؟ اللہ تعالی ہمیں ہماری بدعملیوں پر متوجہ کر رہا ہے اور اصل بات اب عمل کو درست کرنے کی ہے جس کی طرف کسی کی توجہ نہیں الا ماشاء اللہ........ مسلم قوم کی بدعملی

کے نتیجہ میں تباہی کے غالبا ایسے ہی مواقع کے لئے اقبال نے کہا تھا۔

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاری تو تمدن میں ہنود یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟
ہر کوئی مست مئے ذوقِ تن آسانی ہے تم مسلماں ہو یہ اندازِ مسلمانی ہے؟
حیدری فقر ہے نے دولتِ عثمانی ہے تم کو اسلاف سے کیا نسبتِ روحانی ہے؟
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر
تم ہو آپس میں غضبناک وہ آپس میں رحیم تم خطاکار و خطابیں، وہ خطاپوش و کریم
چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم
تختِ فغفور بھی ان کا تھا سریرِ کے بھی
یوں ہی باتیں ہیں کہ تم میں وہ حمیت ہے بھی؟

افغانستان و عراق کے بعد اور خدانخواستہ ایران و پاکستان پر کسی نئے یہودی تسلط سے پہلے مسلم قوم کو اپنے انفرادی و اجتماعی رویوں اور اپنے کردار و عمل پر نظرِ ثانی کرنے کی ضرورت ہے۔

مجلّہ فقہِ اسلامی سے تعاون فرمایئے

اگر آپ عالم و مفتی ہیں تو فقہی مسائل کے جوابات دیکر
اگر آپ مضمون نگار اور مصنف ہیں تو فقہی مضامین لکھ کر
اگر آپ فقہی مضامین کے مطالعہ کا ذوق رکھتے ہیں تو مجلّہ کے ممبر بن کر
اگر آپ صاحبِ حیثیت، بر سر روزگار، ملازم ہیں تو مجلّہ سے مالی تعاون فرما کر
اگر آپ یا آپ کے کوئی عزیز مہربان، بزنس مین یا صنعتکار ہیں تو مجلّہ میں اشتہار دے کر

☆ الولاية الخاصة اقوى من الولاية العامه ☆ ولایتِ خاصہ ولایتِ عامہ کی نسبت قوی ہوتی ہے